سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

امروز قوم من نشناسد مقام من | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | روزے بگریہ یاد کند وقت خوشتر

مورخہ ۲۔ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۔ جولائی ۱۹۰۸ء

جلد ۷ — قادیان میں ... فی پرچہ ۲ر

نمبر ۲۶ — قیمت از طلبار و غربا و دیگر مذاہب ... از نیقہ صحبہ

سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا | ایڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

Digitized by Khilafat Library

اٰثبو الازلزلہ

آجکل اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ زلزلہ ہماری زندگی میں آئیگا اور وہ نہیں آیا۔ سو اس کے متعلق ہم وہ کلمات طیبات نقل کرتے ہیں جو ۲۴ مئی کے بدر میں قبل از وصال حضرت مغفور نے فرمایا تھا۔

فرمایا۔ حقیقۃ الوحی پڑھ کر اللہ تعالےٰ نے اس حکم میں منسوخ فرما دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ یؤخرہ الی اجل مسمّی۔ ہمارا خدا قادر مطلق خدا ہے جو کامل اختیارات رکھتا ہے یمحوا اللہ ما یشاء پر ہمارا ایمان ہے جو تنسی کیطرح نہیں وہ ایک حکم صبح دیتا اور رات کو اس کے بدلنے کے کامل اختیارات رکھتا ہے ما ننسخ من اٰیۃ والی اٰیۃ اس پر گواہ ہے آخر صدقہ خیرات بھی کوئی چیز ہے تمام انبیار کرام کا اجماعی مسئلہ ہے کہ صدقہ و استغفار سے رد بلا ہوتا ہے بلا کیا چیز ہے یعنے وہ تکلیف وہ امر جو خدا کے ارادے میں مقدر ہو چکا ہے اب اس بلار کی اطلاع جب کوئی نبی دے تو وہ پیشگوئی بن جاتی ہے مگر اللہ تعالےٰ ارحم الراحمین ہے وہ تضرع کرنے والوں پر اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اسلئے ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ وعید کی پیش گوئیاں اٹل نہیں بلکہ وہ ٹل جاتی ہیں۔ دیکھو جہاں میں نے زلزلہ کا ذکر کیا ہے وہاں ساتھ ہی توبہ استغفار تضرع و صدقہ کیطرف توجہ دلائی ہے جس سے یہ مراد ہے کہ یہ عظیم بلا ٹل سکتی ہے افسوس لوگ ہماری کے مسائل کو بھی بھول گئے ہیں وما کان اللہ معذبہم وھم یستغفرون پڑھتے ہیں اور پھر ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ اللہ ہدایت کرے۔

ہمارے ہمعصر

گذشتہ اشاعت سے آگے

جیوق تت دیوسماج کا ارگن لکھتا ہے۔ میں اپنے پوجنیہ ہادی بھگوان دیو گورو ہوگیان کی ہدایت کے موافق یہ چند سطور آپ کیخدمت میں تحریر کرتا ہوں۔

دیو سماج کے بانی اور پریسیڈنٹ اور ہم کئی ایک ان کے پیرو دن نے جو ان دنوں اس مقام میں ہیں۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب کی وفات کی خبر کو بہت افسوس کے ساتھ سنا ہے اگرچہ مرزا صاحب سے ذاتی طور سے ہماری کوئی واقفیت نہ تھی لیکن پھر بھی ہمیں جہاں تک ان کی کئی خوبیوں سے اور خصوصیتوں کو اور طرح سے جاننے کا موقعہ ملا ہے ان کے لحاظ سے ہم لوگ انہیں تعظیم کا مستحق خیال کرتے ہیں۔

وہ اسلام کے مذہبی لٹریچر کے خصوصیت سے عالم تھے۔ سوچنے اور لکھنے کی اچھی طاقت رکھتے تھے کتنی ہی بڑی بڑی کتابوں کے مصنف تھے ہمارے ہادی سے اگرچہ ان کی ملاقات نہ تھی۔ مگر وہ آج سے شاید اٹھائیس برس پہلے ان کے رسالہ براہین احمدیہ کے چھپنے سے پہلے اپنے بعض مضامین بھیجا کرتے تھے۔ مرزا صاحب اپنے خاص عقیدے اور ارادہ کے پکے تھے اس لئے انہیں اپنی راہ میں بہت سخت مخالفتیں اور بدنامیاں سہنی پڑیں مگر وہ ان پر قائم رہے یہ امر عجیب ہے۔ اور سوچنے کے قابل ہے کہ ان کی یہ مخالفت اور بدنامی سب سے زیادہ ان لوگوں کی طرف سے ہوتی رہی کہ جو اسی معبود کی پرستش اور اس کی کلام کی پیروی کا دم بھرتے ہیں۔ کہ جس کی ستائش اور جس کے دین کی حمایت کے لئے مرزا صاحب مرحوم اپنی طاقتوں کو نہایت جوش اور سرگرمی کے ساتھ خرچ کرتے رہے ہم لوگوں نے نہایت دلی دکھ کے ساتھ معلوم کیا ہے کہ ان کی وفات جیسے بہت افسوسناک اہم اور سنجیدہ موقعہ پر بھی ان کے کثرت سے مخالف اپنی نہایت اوچھے اخلاق کا اظہار کرنے سے نہ رکے۔

ہم لوگ مرزا صاحب کی اس افسوسناک وفات پر ان کے کنبے اور ان کے عزیز پیرووں کے ساتھ اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور آپکے بہت مشکور ہوں گے اگر آپ ہمارے اس اظہار کو ان تک پہنچا دیں گے۔

الراقم

آپکا دلی خیرخواہ گورمکھ سنگھ۔ بی۔ اے

سکرٹری دیوسماج

ہدیہ ثاقب

Digitized by Khilafat Library

جب حضور مغفور لاہور میں نزول فرما تھے تو نیازمند اکمل کی نظم فراق حبیب کو ملاحظہ فرما کر فصاحت و بلاغت کے نجم ثاقب ہمارے دوست خان صاحب محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی مالیرکوٹلہ نے مقصدہ ذیل نظم جس کی قدر شعر کے جس میں اس ننگ جماعت احمدیہ کے کلام کی داد دیگئی تھی۔ ارسال فرمائی تھی مگر افسوس کے ساتھ اس بات کی معذرت کرنی پڑتی ہے کہ وہ جلد درج نہ ہو سکی لیکن تاہم یہ دیر رنگ ان اشعار آبدار کی چمک دمک میں کچھ فرق نہیں ڈال سکتی اس لئے آج کے درج اخبار ہیں الحمد للہ اتنا کو درج کر دیا جاتا ہے امید ہے کہ نور ایمان کی چمک اہل نظر کی نظر کو روشن کر دیگی۔

لی ہے اقبال نے بخت جوان لاہور
اللہ اللہ جوان بخت شان لاہور
خیر مقدم کے لئے کیوں نہ بچھے آنکھیں
لشکر یزدان میں ہر کیوں نہ ہو زبان لاہور
آج لاہور کا دنیا سے نرالا ہے سماں
سجدہ ادا کرتا ہی تماشائے جہان لاہور
اسپ ہیں آج ہر چار دہم کے جلوے
آج ہے بدر اتم نور فشان لاہور
بام و در اس کا ہوا نور خدا سے روشن
بقعۂ نور ہے ہر ایک دکان لاہور
اپنا داؤد جو گاتا ہے سرود توحید
آج ہے نغمہ زن و زمزمہ خوان لاہور
موم کرنے کو دلوں کے ہے براہیم آیا
چھوڑ دیں سنگدلی اب تو بتان لاہور
جی اٹھو مردو دو آج دم عیسی سے
آگئی ہے تن لاہور میں جان لاہور
وہ مسیحائے محمد وہ غلام احمد
وہ شہ عرش نشین عرش نشان لاہور
جوہری احمد والا گھر آئے ہیں کر
گوہر وصل لگنے کو ہے کان لاہور
احمد پاک کا حسن کے بیان شیریں
کیا عجب پستہ و شیریں ہو زبان لاہور
کون رنجبری غفلت کا مداوا کرتا
تھا ہی چارہ گر درد نہان لاہور
ابن مہدی کے مسیحائی کے دعوی میں دہی
آج کس غار میں ہیں مدعیان لاہور
ان کے دعوی کے براہین و دلائل سنکر
ہے یقین ہم کو بدل جائے گمان لاہور
نقل احمد کہو ثاقب کیا بال تھا
مرکز یمن و سعادت ہے مکان لاہور

عمر مبارک مطابق الہام ہوئی

رسالہ ریویو آف ریلیجنز ماہ اپریل ۱۹۰۸ء جلد ۷ صفحہ ۱۴۹ میں حضرت صاحب کے ایک اشتہار کی نقل میں صاف لکھا ہو کہ:-

"میں آج کی تاریخ سے جو ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء ہے ...... میں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں جس سے معلوم ہوتا ہو کہ حضرت صاحب کی عمر اس الہام کے بالکل مطابق ہے کہ تیری عمر بڑھا دونگا. اسی برس سے پانچ چار کم یا پانچ چار زیادہ (حقیقۃ الوحی) یعنی شمسی سالوں کے مطابق ۷۴ سال سے کچھ زیادہ اور قمری سالوں کے مطابق ۷۶ سال۔ غلام نبی از لاہور

ایک دجل

کسی دجال نے اپنے نام کے ساتھ احمدی لکھ کر پبلک کو دھوکہ دیا ہے اور وطن میں ایک نہایت گندہ مراسلت چھپوائی ہے افسوس کہ اس قسم کی خباثت کے اظہار کے لئے وطن مخصوص ہو معلوم نہیں کہ چار لاکھ سچے مسلمانوں کا دل دکھانے میں کیا مزا آتا ہے ہمیں بتایا گیا ہے جناب سید بشیر صاحب [illegible] اور مولوی [illegible] خان سیکرٹری انجمن احمدیہ نے یقین دلایا ہے کہ اسکی دروازہ شیرانوالہ میں کوئی احمدی نہیں گیا وطن اس کی تلافی کریگا۔

غلط علیہ الالام

مرزا ڈاکٹر نے لاہور میں جو لیکچر دیا اس کے متعلق ہمارا نامہ نگار لکھتا ہے کہ اس نے کہا کہ "میرے الہام یقینی اور قطعی نہیں ہوتے میرے تمام الہامات سچے ہوتے ہیں اس پیشگوئی میں مجھ سے سہو ہو گیا ہے کہ میو دنک کی بجائے دکو" لکھدیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ کوئی تاریخ تھی یہ میو اپنی طرف سے ۲۱ رسا دن سمجھ کر لکھدی تھی زبانی کہنے اور لکھنے میں غلط ملط ہو گیا۔

شاید وہ تاریخ ۲۵ مئی ہی ہو

اخیر میں ہمارے دوست نے عام مسلمانوں کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ پہلے ڈاکٹر سے اپنی پوزیشن صاف کراؤ کیونکہ جو شفاعت رسول [illegible] مگر اور حضرت عیسی کی وفات کا قائل [illegible] آپ کے ایسے دوستوں کے پلیٹ فارم پر کھڑا کر سکتے۔

ماسٹر عبدالعزیز صاحب لکھتے

مسیح موعود سلمان تھا

ہیں کہ حضور علیہ السلام حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱ کے حاشیہ در حاشیہ میں یوں تحریر فرماتے ہیں میرے خاندان کی نسبت ایک اور وحی الہی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا میری نسبت فرماتا ہے۔ سلمان منا اهل البیت ترجمہ۔ سلمان یعنی یہ عاجز جو دو صلح کی بنیاد ڈالتا ہے ہم میں سے ہے جو اہل بیت ہیں یہ وحی الہی اس واقعہ کی تصدیق کرتی ہے جو بعض دادیاں اس عاجز کی سادات سے تھیں اور دو صلح سے مراد ہو کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ ایک صلح میرے ہاتھ سے اور میرے ذریعہ سے اسلام کے اندرونی فرقوں میں ہوگی اور بہت کچھ تفرقہ اٹھ جائیگا اور دوسری صلح اسلام کے بیرونی دشمنوں کے ساتھ ہوگی کہ بہتوں کو اسلام کی حقانیت کی سمجھ دی جائے گی اور وہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ تب خاتمہ ہوگا"

حضرت اقدس نے اپنی وفات سے چند دن پہلے اسلام کے اندرونی فرقوں کے رؤساء کو دعوت کی بہ عین خدا کی وحی کے مطابق اسلام کے بیرونی مخالفوں کے سامنے پیغام صلح پیش کیا جب وقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام پیغام صلح لکھ چکے تو آپ نے فرمایا۔ اب میں اپنا کام ختم کر چکا ہوں۔ حقیقۃ الوحی کی عبارت سے ظاہر ہے کہ اندرونی فرقوں سے صلح آپ کے ہاتھ سے ہوگی چنانچہ عمائد و امراء لاہور کو بلا کر دعوت دی اور دوسری صلح جو بیرونی فرقے سے ہونی تھی وہ ان کے ذریعہ سے ہوگی چنانچہ وہ پیغام اپنی کیطرف سے ہوا۔

تاریخ وفات

الرحیل ثم الرحیل والموت قریب تو صاف روشن ہے جسکے اعداد ابجد سے زمانہ بعثت ۱۸۸۴ء براہین کے چھپنے کا معلوم ہوتا ہے آپکی وفات کی تاریخ بھی الہاموں سے جیساکہ اکمل صاحب نے نکالی ہے نکل سکتی ہو مگر خاص کر حضور انور کے الہام مقدس میں اس عاجز نے غور کی ہو تو (مرزا غلام احمد بروز نبی و مہدی مسیح موعود) کے اعداد کی ہی تاریخ نکل آتی ہے جو ایک صداقت کا نشان ہر جولائی ۱۹۲۴ء راجہ بکرم سنگھ [illegible] - رفیع علی و المسیال -

مدینۃ المسیح - خلیفۃ المسیح ۲۵ جون سے خود درس قرآن دیتے ہیں (۲) ریویو کا خاص نمبر شائع ہو گیا ہے اسمیں وفات کے متعلق ہر سہ بزرگان نے خوب مفصل لکھا ہے مکرمی مفتی محمد صادق صاحب بہیرہ سے واپس آتے ہوئے مختلف اسٹیشنوں پر اتر کر تبلیغ فرما رہے ہیں اور ان کے لیکچروں کی خوبی کے متعلق بہت سے خطوط آ رہے ہیں۔

پیغامِ صُلح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اے میرے قادر خدا اے پیارے رہنما تو ہمین وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہین اہل صدق و صفا۔ اور ہمین ان راہون سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہین یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص و ہوا۔

امّا بعد ۔ اے سامعین ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اس خدا پر ایمان لانے مین شریک ہین جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام مین بھی شراکت رکھتے ہین یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہین اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہین۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائین اور دین و دنیا کی مشکلات مین ایکدوسرے کی ہمدردی کرین اور ایسی ہمدردی کرین کہ گویا ایک دوسرے کے اعضا بنجائین۔

اے ہموطنو!! وہ دین دین نہین ہے جسمین عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو اور نہ وہ انسان انسان ہے جسمین ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہین کیا مثلاً جو جو انسانی طاقتین اور قوتین آریہ ورت کی قدیم قومون کو دی گئی ہین وہی تمام قوتین عربون اور فارسیون اور شامیون اور چینیون اور جاپانیون اور یورپ اور امریکہ کی رہنے والی قومون کو بھی عطا کی گئی ہین سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کے لئے اس کا سورج اور چاند اور کئی اور ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہین اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہین اس کی پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اس کی دوسری تمام پیدا کردہ چیزون اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومین فائدہ اٹھا رہی ہین پس یہ اخلاق ربانی ہمین سبق دیتے ہین کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانون سے مروّت اور سلوک کے ساتھ پیش آوین اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنین۔

دوستو!! یقیناً سمجھو کہ اگر ہم دونون قومون مین سے کوئی قوم خدا کے اخلاق کی عزت نہین کریگی اور اس کے پاک خلقون کے برخلاف اپنا چال چلن بنائیگی تو وہ قوم جلد ہلاک ہو جائیگی اور نہ صرف اپنے تئین بلکہ اپنی ذُرّیت کو بھی تباہی مین ڈالیگی جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے تمام ملکون کے راستباز یہ گواہی دیتے آئے ہین کہ خدا کے اخلاق کا پیرو ہونا انسانی بقا کے لئے ایک آبِ حیات ہے اور انسانون کی جسمانی اور روحانی زندگی اسی امر سے وابستہ ہے کہ وہ خدا کے تمام مقدس اخلاق کی پیروی کرے جو سلامتی کا چشمہ ہین۔

خدا نے قرآن شریف کو پہلے اسی آیت سے شروع کیا ہے جو سورہ فاتحہ مین ہے کہ الحمد للہ ربّ العالمین یعنی تمام کامل اور پاک صفات خدا سے خاص ہین جو تمام عالمون کا ربّ ہے عالم کے لفظ مین تمام مختلف قومین اور مختلف زمانے اور مختلف ملک داخل ہین اور اس آیتہ سے جو قرآن شریف شروع کیا گیا یہ درحقیقت ان قومون کا ردّ ہے جو خدا تعالےٰ کی عام ربوبیّت اور فیض کو اپنی ہی قوم تک محدود رکھتے ہین اور دوسری قومون کو ایسا خیال کرتے ہین کہ گویا وہ خدا تعالےٰ کے بندے ہی نہین اور گویا خدا نے ان کو پیدا کر کے ردّی کی طرح پھینکدیا ہے یا ان کو بھول گیا ہے اور یا (نعوذ باللہ) وہ اس کے پیدا کردہ ہی نہین جیسا کہ مثلاً یہودیون اور عیسائیون کا اب تک یہی حال ہے کہ جس قدر خدا کے نبی اور رسول آئے ہین وہ صرف یہود کے خاندان سے آئے ہین اور خدا دوسری قومون سے کچھ ایسا ناراض رہا ہے کہ ان کو گمراہی اور غفلت مین دیکھ کر پھر بھی ان کی پروا نہ کی جیسا کہ انجیل مین بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین صرف اسرائیل کی بھیڑون کے لئے آیا ہون اس جگہ ہم ایک فرض محال کے طور پر کہتے ہین کہ خدائی کا دعوےٰ کر کے پھر ایسا تنگ خیالی کا کلمہ بڑے تعجب کی بات ہے کیا مسیح صرف اسرائیلیون کا خدا تھا اور دوسری قومون کا خدا نہ تھا جو ایسا کلمہ اس کے مونہہ سے نکلا کہ مجھے دوسری قومون کی اصلاح اور ہدایت سے کچھ غرض نہین۔

غرض یہودیون اور عیسائیون کا یہی مذہب ہے کہ تمام نبی اور رسُول انہین کے خاندان سے آتے رہے ہین اور انھین کے خاندان مین خدا کی باتین اُترتی رہی ہین اور پھر بموجب عقیدہ عیسائیون کے وہ سلسلہ الہام اور وحی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہو گیا اور خدا کے الہام پر مُہر لگ گئی۔

انہین خیالات کے پابند آریہ صاحبان بھی پائے جاتے ہین یعنی جیسے یہود اور عیسائی نبوت اور الہام کو اسرائیلی خاندان تک ہی محدود رکھتے ہین اور دوسری تمام قومون کو الہام پانے کے فخر سے جواب دے رکھا ہے ایسا ہی عقیدہ نوع انسان کی بدقسمتی سے آریہ صاحبان نے بھی اختیار کر رکھا ہے یعنی وہ بھی یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ خدا کی وحی اور الہام کا سلسلہ آریہ ورت کی چار دیواری سے کبھی باہر نہین گیا۔ ہمیشہ اسی ملک سے چار رشی منتخب کئے جاتے ہین اور ہمیشہ وید ہی بار بار نازل ہوتا ہے اور ہمیشہ ویدک سنسکرت ہی اس الہام کے لئے خاص کی گئی ہے۔

غرض یہ دونون قومین خدا کو ربّ العالمین نہین سمجھتین ورنہ کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ جس حالت مین خدا ربّ العالمین کہلاتا ہے نہ صرف ربّ اسرائیلیان یا صرف ربّ آریان۔ تو وہ ایک خاص قوم سے کیون ایسا دائمی تعلق پیدا کرتا ہے جسمین صریح طور پر طرفداری اور یکطرفہ بات پائی جاتی ہے پس ان عقائد کے ردّ کے لئے خدا تعالےٰ نے قرآن شریف کو اسی آیتہ سے شروع کیا کہ الحمد للہ ربّ العالمین۔ اور جا بجا اس نے قرآن شریف مین صاف صاف تبلادیا ہے کہ یہ بات صحیح نہین ہے کہ کسی خاص قوم یا خاص ملک مین خدا کے نبی آتے رہے ہین . . . . بلکہ خدا نے کسی قوم اور کسی ملک کو فراموش نہین کیا اور قرآن شریف مین طرح طرح کی مثالون مین تبلایا گیا ہے کہ جیسا کہ خدا ہر ایک ملک کے باشندون کے لئے ان کے مناسب حال ان کی جسمانی تربیت کرتا آیا ہے ایسا ہی اس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو روحانی تربیت سے بھی فیضیاب کیا ہے جیسا کہ وہ قرآن شریف مین ایک جگہ فرماتا ہے وان من امّۃٍ الّا خلا فیھا نذیر۔ یا کوئی ایسی قوم نہین جس مین کوئی نبی یا رسول نہین بھیجا گیا۔ سو یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے وہ ربّ العالمین ہے۔ اور اس کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہین اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قومون کا ربّ ہے اور تمام زمانون کا ربّ ہے اور تمام مکانون کا ربّ ہے اور تمام ملکون کا وہی ربّ ہے اور تمام فیضون کا وہی سرچشمہ ہے اور ہر ایک جسمانی اور روحانی طاقت اسی سے ہے اور اسی کر تمام موجودات پرورش پاتی ہین اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔

خدا کا فیض عام ہے جو تمام قومون اور تمام ملکون

اور تمام زمانوں پر محیط ہو رہا ہے یہ اس لئے ہوا کہ تا کسی قوم کو شکایت کرنے کا موقعہ نہ ملے اور یہ نہ کہیں کہ خدا نے فلان فلان قوم پر احسان کیا مگر ہم پر نہ کیا یا فلان قوم کو اس کی طرف سے کتاب ملی۔ تا وہ اس سے ہدایت پاویں مگر ہم کو نہ ملی۔ یا فلان زمانہ میں وہ اپنی وحی اور الہام اور معجزات کے ساتھ ظاہر ہوا مگر ہمارے زمانہ میں مخفی رہا۔ پس اس نے عام فیض دکھلا کر ان تمام اعتراضات کو دفع کر دیا اور اپنے ایسے وسیع اخلاق دکھلائے کہ کسی قوم کو اپنے جسمانی اور روحانی فیضوں سے محروم نہیں رکھا۔ اور نہ کسی زمانہ کو بے نصیب ٹھہرایا۔

Digitized by Khilafat Library

پس جبکہ ہمارے خدا کے یہ اخلاق ہیں تو ہمیں مناسب ہے کہ ہم بھی انہیں اخلاق کی پیروی کریں۔ لہذا اے ہموطن بھائیو! یہ مختصر رسالہ جس کا نام ہے پیغام صلح باادب تمام آپ صاحبوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور بصدق دل دعا کی جاتی ہے کہ وہ قادر خدا آپ صاحبوں کے دلوں میں خود الہام کرے اور ہماری ہمدردی کا راز آپ کے دلوں پر کھول دے تا آپ اس دوستانہ تحفہ کو کسی خاص مطلب اور نفسانی غرض پر مبنی تصور نہ فرماویں عزیزو! آخرت کا معاملہ تو عام لوگوں پر اکثر مخفی رہتا ہے اور انہیں پر عالم عقبے کا راز کھلتا ہے جو مرنے سے پہلے مرتے ہیں مگر دنیا کی نیکی اور بدی کو ہر ایک دور اندیش عقل شناخت کر سکتی ہے۔

یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دینگے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دینگے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے اور اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائیگا اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور شیخت سے حقیر کرنا چاہیگی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچیگی۔ اور اگر کوئی ان میں سے اپنے ہمسائی کی ہمدردی میں قاصر رہیگا تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اٹھائیگا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے آپ لوگ بفضلہ تعالی تعلیم یافتہ بھی ہو گئے اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی کو اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازت آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے پس اس دشوار گذار راہ کے لئے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچاوے

ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے جبکہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے دنیا پر طرح طرح کے ابتلاء نازل ہو رہے ہیں زلزلے آ رہے ہیں قحط پڑ رہا ہے اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور برے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائیگی

دیوانوں کی طرح ہو جائینگی

سو اے ہموطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ۔ اور چاہیئے کہ ہندو و مسلمان باہم صلح کر لیں اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے جو وہ صلح کی مانع ہو اس زیادتی کو وہ قوم چھوڑ دے ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اسی قوم کی گردن پر ہوگا۔

اگر کوئی کہے کہ یہ کیونکر وقوع میں آ سکتا ہے کہ صلح ہو جائے حالانکہ باہم مذہبی اختلاف صلح کے لئے ایک ایسا امر مانع ہے جو دن بدن دلوں میں پھوٹ ڈالتا جاتا ہے۔

میں اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ درحقیقت مذہبی اختلاف صرف اس اختلاف کا نام ہے جس کی دونوں طرف عقل اور انصاف اور امور مشہودہ پر بنا ہو ورنہ انسان کو اسی بات کے لئے تو عقل دی گئی ہے کہ وہ ایسا پہلو اختیار کرے جو عقل اور انصاف سے بعید نہ ہو اور امور محسوسہ مشہودہ کے مخالف نہ ہو اور چھوٹے چھوٹے اختلافات صلح کے مانع نہیں ہو سکتے بلکہ وہی اختلاف صلح کا مانع ہوگا۔ جس میں کسی کے مقبول پیغمبر اور مقبول الہامی کتاب پر توہین اور تکذیب کے ساتھ حملہ کیا جائے۔

ماسوا اس کے صلح پسندوں کے لئے یہ ایک خوشی کا مقام ہے کہ جس قدر اسلام میں تعلیم پائی جاتی ہے۔ وہ تعلیم ویدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے۔ مثلاً اگرچہ نو خیز مذہب آریہ سماج کا یہ اصول رکھتا ہے کہ ویدوں کے بعد الہام الہی پر مہر لگ گئی ہے مگر چونکہ ہندو مذہب میں وقتاً فوقتاً اوتار پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جن کے تابع کروڑہا لوگ اسی ملک میں پائے جاتے ہیں انہوں نے اس مہر کو اپنے دعوے الہام سے توڑ دیا ہے جیسا کہ ایک بزرگ اوتار جو اس ملک اور نیز بنگالہ میں بڑی بزرگی اور عظمت کے ساتھ مانے جاتے ہیں۔ جن کا نام سری کرشن ہے وہ اپنے ملہم ہونے کا دعوے کرتے ہیں اور ان کے پیرو نہ صرف ان کو ملہم بلکہ پرمیشر کر کے مانتے ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا تھا۔

ایسا ہی اس آخری زمانہ میں ہندو صاحبوں کی قوم میں سے باوا نانک صاحب ہیں جن کی بزرگی کی شہرت اس تمام ملک میں زبان زد عام ہے اور جن کی پیروی کرنے والی اس ملک میں وہ قوم ہے جو سکھ کہلاتے ہیں جو بیس لاکھ سے کم نہیں ہیں۔ باوا صاحب اپنی جنم ساکھیوں اور گرنتھ میں کھلے کھلے طور پر الہام کا دعوے کرتے ہیں یہاں تک کہ ایک جگہ وہ اپنی ایک جنم ساکھی میں لکھتے ہیں کہ مجھے خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ دین اسلام سچا ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے حج بھی کیا اور تمام اسلامی عقائد کی پابندی اختیار کی اور بلاشبہ یہ بات ثابت ہے کہ ان سے کرامات اور نشان بھی صادر ہوئے ہیں اور اس بات میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ باوا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزوجل اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے۔ وہ ہندوؤں میں صرف اس بات کی گواہی دینے کے لئے پیدا ہوا تھا کہ اسلام خدا کی طرف سے ہے جو شخص اس کے وہ تبرکات دیکھے جو ڈیرہ باوا نانک میں موجود ہیں جن میں بڑے زور سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دی ہے۔ اور پھر وہ تبرکات دیکھے جو بمقام گرو ہر سہائے ضلع فیروزپور میں موجود ہیں جن میں ایک قرآن شریف بھی ہے تو کس کو اس بات میں شک ہو سکتا ہے۔ کہ باوا نانک صاحب نے اپنے پاک دل اور پاک فطرت اور پاک مجاہدہ سے اس راز کو معلوم کر لیا تھا جو ظاہری پنڈتوں پر پوشیدہ رہا اور انہوں نے الہام کا دعوے کر کے اور خدا کی طرف سے نشان اور کرامات

دکھلا کر اس عقیدہ کا خوب کھنڈن اور رد کر دیا جو کہا جاتا ہے کہ وید کے بعد کوئی الہام نہیں اور نہ نشان ظاہر ہوتے ہیں بلاشبہ باوا نانک صاحب کا وجود ہندوؤں کے لئے خدا کی طرف سے ایک رحمت تھی اور یوں سمجھو کہ وہ ہندو مذہب کا آخری اوتار تھا جس نے اس نفرت کو دور کرنا چاہا تھا جو اسلام کی نسبت ہندوؤں کے دلوں میں تھی۔ لیکن اس ملک کی یہ بھی بد قسمتی ہے کہ ہندو مذہب نے باوا نانک صاحب کی تعلیم سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ پنڈتوں نے ان کو دکھ دیا کیونکہ وہ اسلام کی تعریف جا بجا کرتا ہے وہ ہندو مذہب اور اسلام میں صلح کرانے آیا تھا مگر افسوس کہ اس کی تعلیم پر کسی نے توجہ نہیں کی۔ اگر اس کے وجود اور اس کی پاک تعلیموں سے کچھ فائدہ اٹھایا جاتا۔ تو آج ہندو اور مسلمان سب ایک ہوتے۔ ہائے افسوس ہمیں اس تصور سے رونا آتا ہے کہ ایسا نیک آدمی دنیا میں آیا اور گذر بھی گیا مگر نادان لوگوں نے اس کے نور سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی۔

بہرحال وہ اس بات کو ثابت کر گیا کہ خدا کی وحی اور اس کا الہام کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ اور خدا کے نشان اس کے برگزیدوں کے ذریعہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور اس بات کی گواہی دے گیا کہ اسلام کی دشمنی نور کی دشمنی ہے۔

اب ... اس بات میں ... ب تجربہ ہوں کہ خدا کی وحی اور خدا کا الہام ہرگز اس زمانہ سے منقطع نہیں کیا گیا۔ بلکہ جیسا خدا پہلے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے اور جیسا کہ پہلے سنتا تھا اب بھی سنتا ہے یہ نہیں کہ اب وہ صفات قدیمہ اس کی معطل ہو گئی ہیں۔ میں تخمیناً تیس برس سے خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور میرے ہاتھ پر اس نے ایسے صدہا نشان دکھائے ہیں جو ہزارہا گواہوں کے مشاہدہ میں آ چکے ہیں اور کتابوں اور اخباروں میں شائع ہو چکے ہیں اور کوئی ایسی قوم نہیں جو کسی نہ کسی نشان کی گواہ نہ ہو۔

اب باوجود اس قدر متواتر شہادتوں کے یہ تعلیم آریہ سماج کی خواہ نخواہ ویدوں کی طرف منسوب کی جاتی ہے کیونکر قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تمام سلسلہ خدا کے کلام اور الہام کا ویدوں پر ختم ہو چکا ہے اور پھر بعد اس کی صرف قصوں پر مدار ہے اور اسی اپنے عقیدہ کو ہاتھ میں لے کر وہ لوگ کہتے ہیں کہ ویدوں کے سوا جس قدر دنیا میں کلام الٰہی کے نام پر کتابیں موجود ہیں وہ سب نعوذ باللہ انسانوں کے افترا ہیں حالانکہ وہ کتابیں ویدوں سے بہت زیادہ اپنی سچائی کا ثبوت پیش کرتی ہیں اور خدا کی نصرت اور مدد کا ہاتھ ان کے ساتھ ہے اور خدا کے فوق العادت نشان ان کی سچائی پر گواہی دیتے ہیں پھر کیا وجہ کہ وید تو خدا کا کلام مگر وہ کتابیں خدا کا کلام نہیں اور چونکہ خدا کی ذات عمیق در عمیق اور نہاں در نہاں ہے اس لئے عقل بھی اس بات کو چاہتی ہے کہ وہ اپنے وجود کے ثابت کرنے کے لئے صرف ایک کتاب پر کفایت نہ کرے بلکہ مختلف ملکوں میں سے نبی منتخب کر کے اپنا کلام اور الہام ان کو عطا کرے تا انسان ضعیف البنیان جو جلد تر شبہات میں گرفتار ہو سکتا ہے دولت قبول سے محروم نہ رہے اور اس بات کو عقل سلیم ہرگز قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ وہ خدا جو تمام دنیا کا خدا ہے جو اپنے آفتاب سے مشرق کو مغرب کو روشن کرتا ہے اور اپنے مینہ سے ہر ایک ملک کو ہر ایک ضرورت کے وقت سیراب فرماتا ہے وہ نعوذ باللہ روحانی تربیت میں ایسا تنگ دل اور بخیل ہے کہ ہمیشہ کے لئے ایک ہی ملک اور ایک ہی قوم اور ایک ہی زبان اس کو پسند آ گئی ہے اور میں سمجھ نہیں سکتا کہ یہ کس قسم کی منطق اور کس نوع کا فلسفہ ہے کہ پرمیشر ہر ایک آدمی کی دعا اور پرارتھنا

مگر اس بات سے سخت نفرت کرتا ہے کہ بجز وید سنسکرت کے کسی اور زبان میں دلوں پر الہام کرے یہ فلاسفی یا دیا اس سربستہ معما کی طرح ہے جواب تک کوئی انسان اس کو حل نہیں کر سکا۔

میں وید کو اس بات سے منزہ سمجھتا ہوں کہ اس نے کبھی اپنے کسی صفحہ پر ایسی تعلیم شائع کی ہو کہ جو نہ صرف خلاف عقل بلکہ پرمیشر کی پاک ذات پر بخیل اور بکش بات کا داغ لگاتی ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کسی الہامی پر ایک زمانہ دراز گذر جاتا ہے تو اس کے پیرو کچھ تو بباعث نادانی کے اور کچھ بباعث اغراض نفسانی کے سہواً یا عمداً اس کتاب پر اپنی طرف سے حاشیے چڑھا دیتے ہیں اور چونکہ حاشیے چڑھانے والے متفرق خیالات کے لوگ ہوتے ہیں اسلئے ایک مذہب سے صدہا مذہب پیدا ہو جاتے ہیں۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ جس طرح آریہ صاحبان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمیشہ آریہ خاندانوں اور آریہ ورت تک ہی الہام الٰہی کا سلسلہ محیط رہا ہے اور ہمیشہ وید سنسکرت ہی الہام الٰہی کے لئے خاص رہی ہے اور وہ پرمیشر کی زبان ہے یہی یہود کا خیال اپنے خاندان اور اپنی کتابوں کی نسبت سے ان کے نزدیک بھی خدا کی اصلی زبان عبرانی ہے اور ہمیشہ خدا کے الہام کا سلسلہ بنی اسرائیل اور انہیں کے ملک تک محیط رہا ہے اور جو شخص ان کے خاندان اور ان کی زبان سے الگ ہونے کی حالت میں نبی ہونے کا دعویٰ کرے اس کو وہ نعوذ باللہ جھوٹا خیال کرتے ہیں پس کیا یہ توارد تعجب انگیز نہیں ہے کہ ان دونوں قوموں نے اپنے اپنے بیان میں ایک ہی خیال پر قدم مارا ہے اسی طرح دنیا میں اور بھی کئی فرقے ہیں جو اسی خیال کے پابند ہیں جیسے پارسی جو اپنے مذہب کی بنیاد وید سے کئی ارب پہلے بتلاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال کہ ہمیشہ کے لئے اپنے ملک اور اپنے خاندان اور اپنی کتابوں کی زبان کو ہی خدا کی وحی اور الہام سے مخصوص کیا گیا ہے محض تعصب اور کمی معلومات سے پیدا ہوا ہے چونکہ پہلے زمانے دنیا پر ایسے گذرے ہیں کہ ایک قوم دوسری قوم کے حالات سے اور ایک ملک دوسرے ممالک کے وجود سے بکلی بے خبر تھی پس ایسی غلطی سے ہر ایک قوم کو جو خدا کی طرف سے کوئی کتاب ملی یا کوئی خدا کا رسول اور نبی اس قوم میں آیا تو اس قوم نے یہی خیال کر لیا کہ جو کچھ خدا کی طرف سے ہدایت ہونی چاہیئے تھی وہ یہی ہے اور خدا کی بات صرف انہی کے خاندان اور انہی کے ملک کو دیگئی ہے اور باقی تمام دنیا اس سے بے نصیب پڑی ہے اس خیال نے دنیا کو بہت نقصان پہنچایا اور دراصل باہمی کینوں اور بغضوں کا تخم جو قوموں میں بڑھتی گئی یہی خیال تھا ایک مدت تک تو ایک قوم دوسری قوم سے پردہ میں رہی اور ایک ملک دوسرے ملک سے مخفی اور مستور رہا یہاں تک کہ آریہ ورت کے فاضلوں کا یہ خیال تھا کہ کوہ ہمالیہ کے پرے کوئی آبادی نہیں۔ پھر جبکہ خدا نے درمیان سے پردہ اٹھا لیا اور زمین کی آبادی کے متعلق کسی قدر معلومات لوگوں کے وسیع ہو گئے تو وہ ایک ایسا زمانہ تھا کہ وہ تمام خصوصیتیں جو الہامی کتابوں اور اپنے رشیوں اور رسولوں کی نسبت لوگوں نے اپنے ہی دلوں سے تراش کر اپنے عقیدہ میں داخل کر لی تھیں وہ ان کے دلوں میں خوب راسخ اور پتھر کے نقش کی طرح ہو گئیں اور ہر ایک قوم یہی خیال کرتی تھی کہ خدا کا صدر مقام ہمیشہ انہی کے ملک میں رہا ہے اور چونکہ ان دنوں میں اکثر قوموں پر وحشیانہ خصوصیتیں غالب تھیں اور ایک پرانی رسم کے مخالف کو تلوار کے ساتھ جواب دیا جاتا تھا اس لئے کس کی مجال تھی کہ ہر ایک قوم کی خود ستائی کے جوشوں کو

ٹھنڈا کر کے ان کے درمیان صلح کرتا۔ گوتم بدھ نے اس صلح کا ارادہ کیا تھا۔ اور وہ اس بات کا قائل نہ تھا کہ جو کچھ ہے وید ہی ہے آگے کچھ نہیں اور نہ وہ قوم اور ملک اور خاندان کی خصوصیت کا اقراری تھا یعنی یہ مذہب اس کا نہیں تھا کہ گویا وید پر ہی سب کچھ حصر ہے اور یہی زبان اور یہی ملک اور یہی برہمن پرمیشر کے الہام کے لئے ہمیشہ کے لئے اس کی عدالت میں رجسٹرڈ ہو چکی ہیں۔ لہذا اس نے اس اختلاف سے بڑا دکھ اٹھایا اور اس کا نام ایک دہریہ اور ناستک مت والا رکھا گیا جیسا کہ آج کل یورپ اور امریکہ کے تمام محقق جو حضرت عیسیٰ کی خدائی کو منظور نہیں کرتے اور ان کے دل اس بات کو نہیں مانتے کہ خدا کو بھی سولی دے سکتے ہیں وہ تمام لوگ حضرات پادری صاحبوں کے خیال میں دہریہ ہیں۔

سو اسی قسم کا بدھ بھی دہریہ ٹھہرایا گیا اور جیسا کہ شریر مخالفوں کا دستور ہے۔ عام لوگوں کو نفرت دلانے کی بہت سی تہمتیں اس پر لگائی گئیں آخر انجام یہ ہوا کہ بدھ آریہ ورت سے جو اس کی زاد و بوم اور وطن تھا نکالا گیا۔ اور اب تک ہندو لوگ بدھ مذہب اور اس کی کامیابی کو بڑی نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر حسب قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔ دوسرے ملک کی طرف بدھ نے ہجرت کر کے بڑی کامیابی حاصل کی۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ تیسرا حصہ دنیا کا بدھ مذہب سے پُر ہے اور کثرت پیروؤں کے لحاظ سے اس کا اصل مرکز چین اور جاپان ہے اگرچہ وہ جنوبی روس اور امریکہ تک پھیل گیا ہے۔

اب پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ جن زمانوں میں ایک مذہب دوسرے مذہب سے بے خبر تھا۔ اس بے خبری کے عالم میں یہ ایک لازمی امر تھا کہ ہر ایک قوم اپنے مذہب اور اپنی کتاب پر ہی حصر رکھتی مگر اس حصر کا آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ جب ایک ملک دوسرے ملک کے وجود سے اطلاع پا گیا اور ممالک مختلفہ کے لوگ ایک دوسرے کے مذہب سے مطلع ہو گئے تب ان کے لئے یہ مشکل پڑی کہ ایک ملک کا مذہب دوسرے ملک کی مذہب کی تصدیق کر سکے کیونکہ ہر ایک مذہب کے لئے جو شاعرانہ طور پر مبالغہ کر کے خصوصیتیں اور فضیلتیں مقرر ہو چکی تھیں ان کا دور کرنا کچھ سہل کام نہ تھا اس لئے ہر ایک [illegible] نے دوسرے مذہب کی تکذیب پر کمر بستہ کی۔ ژند و استا کے مذہب نے ہمچو من دیگرے نیست

کا جھنڈا کھڑا کر دیا اور سلسلہ پیغمبری کو اپنے خاندان تک ہی محدود رکھا اور اپنے مذہب کی اتنی لمبی تاریخ بتلائی کہ وید کی تاریخ بتلانیوالے ان کے سامنے شرمندہ ہیں۔

ادھر عبرانیوں کے مذہب نے حد ہی کر دی کہ ہمیشہ کے لئے خدا کا تختگاہ ملک شام ہی قرار دیا گیا اور ہمیشہ انہیں کے خاندان کے برگزیدہ لوگ اس لائق قرار پائے کہ وہ ملک کی اصلاح کے لئے بھیجے جائیں مگر گویا وہ اصلاح بنی اسرائیل تک ہی محدود رہی۔ اور انہیں کے خاندان پر الہام اور خدا کی وحی کی مہر لگ گئی اور جو دوسرا اٹھے وہ کاذب کہلاوے ایسا ہی آریہ ورت میں بھی بعینہ یہی خیالات شائع ہو گئے جو اسرائیلیوں میں شائع ہوئے اور ان کے عقیدہ کے رو سے پرمیشر صرف آریہ ورت کا ہی راجہ ہے اور راجہ بھی ایسا جس کو دوسرے ملکوں کی خبر ہی نہیں اور بغیر کسی دلیل کے یہ مانا جاتا ہے کہ جب سے پرمیشر ہے اس کو آریہ ورت کی ہی آب و ہوا پسند آگئی ہے وہ ہرگز چاہتا نہیں کہ دوسرے ملکوں میں بھی کبھی دورہ کرے اور کبھی ان بیچاروں کی خبر بھی لے جن کو وہ پیدا کر کے بھول گیا۔

دوستو! برائے خدا یہ سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ عقائد ایسے ہیں جن کو انسانی فطرت قبول کر سکتی ہے یا کوئی کانشنس ان کو اپنے اندر جگہ دے سکتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کس قسم کی عقلمندی ہے کہ ایک طرف خدا کو تمام دنیا کا خدا ماننا اور پھر اسی منہ سے یہ بھی کہنا کہ وہ تمام دنیا کی ربوبیت کرنے سے دستکش ہے اور صرف ایک خاص قوم اور ایک خاص ملک پر اس کی نظر رحم ہے عقلمندو!! خود انصاف کرو کہ کیا خدا کے جسمانی قانون قدرت میں اس کی کوئی شہادت ملتی ہے پھر اس کا روحانی قانون کیوں ایسی طرفداری پر مبنی ہے۔

اور اگر عقل سے کام لیا جاوے تو ہر ایک کام کی بھلائی یا برائی اس کے نتیجہ سے ہی معلوم ہو سکتی ہے پس مجھ کو اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ خدا کے ان بزرگ نبیوں کی ہتک اور ان کو گالیاں دینا جن کی غلامی اور اطاعت کے حلقہ میں ہر طبقہ کے کروڑہا انسان داخل ہیں اس کا نتیجہ کیسا ہے اور انجام کار اس کا پھل کیا ہے کیونکہ کوئی ایسی قوم نہیں کہ جو ایسے نتیجہ کو کچھ نہ کچھ دیکھ نہ چکی ہو۔

اے عزیزو!! قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمائش نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور ان کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے بلکہ روح کو بھی ہلاک کر کے دین اور دنیا دونوں کو تباہ کرتی ہے وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبر دین کی عیب شماری اور ازالہ حیثیت عرفی میں مشغول ہیں اور ان قوموں میں ہرگز سچا اتفاق نہیں ہو سکتا جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشی اور اوتار کو بدی یا بد زبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں اپنے نبی یا پیشوا کی ہتک کرنا سن کر کس کو جوش نہیں آتا۔ خاص کر مسلمان ایک ایسی قوم ہے کہ وہ اگرچہ اپنے نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا تو نہیں بناتی مگر آنجناب کو ان تمام برگزیدہ انسانوں سے بزرگتر جانتے ہیں کہ جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے پس ایک سچے مسلمان سے صلح کرنا کسی حالت میں بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ ان کے پاک نبی کی نسبت جب گفتگو ہو تو بجز تعظیم اور پاک الفاظ کے یاد نہ کیا جائے اور ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے اور دنیا کے کسی ایک حصہ میں ان کی محبت اور عظمت جاگزیں ہو گئی ہے اور ایک زمانہ دراز اس محبت اور اعتقاد پر گذر گیا ہے۔ تو بس یہی ایک دلیل انکی سچائی کے لئے کافی ہے کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں کے دلوں میں نہ پھیلتی۔ خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا۔ اور اگر کوئی کاذب ان کی کرسی پر بیٹھنا چاہیے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے۔

اسی بنا پر ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں اگرچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وید کی تعلیم پورے طور پر کسی فرقے کو خدا پرست نہیں بنا سکی اور نہ بنا سکتی تھی اور جو لوگ اس ملک میں بت پرست یا آتش پرست یا آفتاب پرست یا گنگا کی پوجا کرنے والے یا ہزارہا دیوتاؤں کی پوجاری یا جین مت یا شاکت مت والے پائے جاتے ہیں وہ تمام لوگ اپنے مذاہب کو وید ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور وید ایک ایسی مجمل کتاب ہے کہ یہ تمام فرقے اسی میں سے اپنے اپنے مطلب نکال لیتے ہیں تاہم خدا کی تعلیم کے موافق ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افترا نہیں ہے انسان کے افترا میں یہ قوت نہیں ہوتی کہ کروڑہا لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے اور پھر ایک دائمی سلسلہ قائم کر دے اور اگرچہ ہم نے وید میں پتھر کی پرستش کا ذکر تو کہیں نہیں پڑھا۔

لیکن بلاشبہ اگنی وایو اور جل اور چاند اور سورج وغیرہ کی پرستش سے وید بھرا ہوا ہے اور کسی شرتی میں ان چیزوں کی پرستش کے لئے ممانعت نہیں۔ اب اس کا کون فیصلہ کرے کہ وہ سب تمام قدیم فرقے ہندوؤں کے جھوٹے ہیں اور صرف نیا فرقہ آریوں کا سچا اور جو لوگ وید کے حوالہ سے ان چیزوں کی پرستش کرتے ہیں ان کے ہاتھ میں یہ دلیل پختہ ہے کہ ان چیزوں کی پرستش کا وید میں صریح ذکر ہے اور ممانعت کہیں بھی نہیں اور یہ کہنا کہ یہ سب پرمیشر کے نام ہیں ہنوز یہ ایک دعوےٰ ہے کہ جو ابھی صفائی سے طے نہیں ہوا اور اگر طے ہو جاتا تو کچھ وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ بڑے بڑے پنڈت بنارس اور دوسرے شہروں کے آریوں کے عقیدوں کو قبول نہ کرتے باوجود تیس پینتیس ۳۵ برس کی کوششوں کے بہت ہی کم ہندوؤں نے آریہ مذہب اختیار کیا ہے اور بمقابلہ سناتن دھرم اور دوسرے ہندو فرقوں کے آریہ مذہب والے اس قدر تھوڑے ہیں کہ گویا کچھ بھی نہیں اور نہ ان کا دوسرے ہندو فرقوں پر کوئی وسیع اثر ہے ایسا ہی جو نیوگ کی تعلیم وید کیطرف منسوب کی جاتی ہے یہ بھی وہ امر ہے جو انسانی غیرت اور شرافت اس کو قبول نہیں کرتی لیکن جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے ہم قبول نہیں کر سکتے کہ درحقیقت یہ وید ہی کی تعلیم ہے بلکہ ہماری نیک نیتی بڑے زور سے ہمیں اس بات کیطرف مائل کرتی ہے کہ ایسی تعلیمیں کسی نفسانی غرض سے بعد میں وید کی طرف منسوب کی گئی ہیں اور چونکہ وید پر ہزارہا برس گذر گئے ہیں اس لئے ممکن ہے کہ مختلف زمانوں میں بعض وید کے بھاشکاروں نے کئی قسم کی کمی بیشی کی ہوگی۔ پس ہمارے لئے وید کی سچائی کی یہی ایک دلیل کافی ہے کہ آریہ ورت کے کئی کروڑ آدمی ہزارہا برسوں سے اس کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور ممکن نہیں کہ یہ عزت کسی ایسے کلام کو دی جائے جو کسی مفتری کا کلام ہے اور پھر جبکہ ہم باوجود ان تمام مشکلات کے خدا سے ڈر کر وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور جو کچھ اس تعلیم میں غلطیاں ہیں وہ وید کے بھاشکاروں کی غلطیاں سمجھتے ہیں تو پھر قرآن شریف جو اول سے آخر تک توحید سے بھرا ہوا ہے اور کسی جگہ اس میں سورج اور چاند وغیرہ کی پرستش کی تعلیم نہیں کی بلکہ صاف لفظوں میں فرمایا ہے لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للّٰہ الذی خلقھن۔ یعنے نہ سورج کی پرستش کرو اور نہ چاند کی اور نہ کسی اور مخلوق کی اور اس کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا۔ علاوہ اس کے قرآن شریف خدا کے قدیم نشانوں اور تازہ نشانوں کی گواہی اپنے ساتھ رکھتا ہے اور خدا کا وجود دکھلانے کے لئے ایک آئینہ ہے کیوں وحشیانہ طور سے اس پر حملے کئے جاویں اور کیوں وہ معاملہ ہم سے نہیں کیا جاتا جو ہم آریہ صاحبوں سے کرتے ہیں اور کیوں دشمنی اور عداوت کا تخم ملک میں بویا جاتا ہے کیا امید کی جاتی ہے کہ اس کا نتیجہ اچھا ہوگا کیا یہ نیک معاملہ ہے کہ ایک شخص جو پھول دیتا ہے اس پر پتھر پھینکا جاوے اور جو دودھ پیش کرتا ہے اس پر پیشاب گرایا جاوے۔

اگر اس قسم کی صلح تام کے لئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان طیار ہوں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرارنامہ پر دستخط کرنے پر طیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہونگے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی ہندو صاحبوں کی خدمت میں ادا کریں گے اور اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا کہ ہم حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور آئندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے۔ جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے پیشوا کی خدمت میں پیش کرینگے یاد رہے کہ ہماری احمدی جماعت اب چار لاکھ سے کچھ کم نہیں ہے اسلئے ایسے بڑے کام کے لئے تین لاکھ روپیہ چندہ کوئی بڑی بات نہیں ہے اور جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں دراصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہو اس لئے میں ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا ابھی تو وہ لوگ مجھے بھی کافر اور دجال قرار دیتے ہیں لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ جب ہندو صاحبان میرے ساتھ ایسا معاہدہ کریں گے تو یہ لوگ بھی ہرگز ایسی بے جا حرکت کے مرتکب نہیں ہونگے کہ ایسی مہذب قوم کی کتاب اور رشیوں کو برے الفاظ سے یاد کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دلائیں ایسی گالیاں تو درحقیقت انہیں لوگوں کی طرف سے منسوب کی جائیں گی جو اس حرکت کے مرتکب ہوں گے اور چونکہ ایسی حرکت حیا اور شرافت کے برخلاف ہے اسلئے میں امید نہیں رکھتا کہ اس معاہدہ کے بعد وہ لوگ اپنی زبان کھولیں لیکن یہ ضروری ہوگا کہ معاہدہ کی تحریر کو پختہ کرنے کے لئے دونوں فریق کے دس دس ہزار سمجھ دار لوگوں کے اس پر دستخط ہوں۔

پیارو! صلح جیسی کوئی بھی چیز نہیں آؤ ہم اس معاہدہ کے ذریعہ سے ایک ہو جائیں اور ایک قوم بن جائیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ باہمی تکذیب سے کس قدر پھوٹ پڑ گئی ہے اور ملک کو کس قدر نقصان پہنچتا ہے آؤ اب یہ بھی آزماؤ کہ باہمی تصدیق کی کس قدر برکات ہیں بہترین طریق صلح یہی ہے ورنہ کسی دوسرے پہلو سے صلح کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ ایک پھوڑے کو جو شفاف اور چمکتا [illegible] ہے اسی حالت میں چھوڑ دیں اور اس [illegible] ہری چمک پر خوش ہو جائیں حالانکہ اس [illegible] اندر سڑی ہوئی اور بدبودار پیپ موجود ہے۔

مجھے اس جلسہ میں ان باتوں کے ذکر کرنے سے کچھ غرض نہیں کہ وہ نفاق اور فساد جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں آجکل بڑھتا جاتا ہے اس کے وجوہ صرف مذہبی اختلافات تک محدود نہیں ہیں بلکہ دوسری اغراض اس کی وجوہ ہیں جو دنیا کی خواہشوں اور معاملات سے متعلق ہیں مثلاً ہندوؤں کو ابتدا سے یہ خواہش ہے کہ گورنمنٹ اور ملک کے معاملات میں ان کا دخل ہو یا کم سے کم یہ کہ ملکداری کے معاملات میں ان کی رائے لیجائے اور گورنمنٹ ان کی ہر ایک شکایت کو توجہ سے سنے اور بڑے بڑے گورنمنٹ کے عہدے انگریزوں کی طرح ان کو بھی ملا کریں مسلمانوں سے یہ غلطی ہوئی کہ ہندوؤں کی ان کوششوں میں شریک نہ ہوئے اور خیال کیا کہ ہم تعداد میں کم ہیں اور یہ سوچا کہ ان تمام کوششوں کا اگر کچھ فائدہ ہے تو وہ ہندوؤں کے لئے ہے نہ کہ مسلمانوں کے لئے اس لئے نہ صرف شراکت سے دستکش رہے بلکہ مخالفت کر کے ہندوؤں کی کوشش کے سد راہ ہوئے جس سے رنجش بڑھ گئی۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ ان وجوہ سے بھی اصل عداوت پر حاشیے چڑھ گئے ہیں مگر میں ہرگز تسلیم نہیں کرونگا کہ اصل وجوہ یہی ہیں اور میں ان صاحبوں سے اتفاق رائے نہیں رکھتا جو کہتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کی باہمی عداوت اور نفاق کا

باعث مذہبی تنازعات نہین ہین اصل تنازعات پولٹیکل ہین یہ بات ہرایک شخص بہ آسانی سمجھ سکتا ہی کہ مسلمان اس بات سے کیون ڈرتے ہین کہ اپنے جائز حقوق کے مطالبات مین ہندوؤن کے ساتھ شامل ہوجاوین اور کیون آج تک ان کی کانگریس کی شمولیت سے انکار کرتے رہے ہین اور کیون آخر کار ہندوؤن کی درشتی ملے محسوس کرکے ان کے قدم بقدم رکھا مگر الگ ہوکر اور ان کے مقابل پر ایک مسلم انجمن قائم کردی مگر ان کی شراکت کو قبول نہ کیا۔

صاحبو!! اسکا باعث دراصل مذہب ہی ہے اس کے سوا کچھ نہین اگر آج وہی ہندو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمانون سے آکر بغلگیر ہوجاوین یا مسلمان ہی ہندو بن کر اگنی وایو وغیرہ کی پرستش وید کے حکم کے موافق شروع کردین اور اسلام کو الوداع کہدین تو جن تنازعات کا نام اب پولٹیکل رکھتے ہین وہ ایک دم مین ایسے معدوم ہوجاوین کہ گویا کبھی نہ تھے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ تمام بغضون اور کینون کی جڑھ دراصل اختلاف مذہب ہی ہے یہی اختلاف قدیم سے جب انتہا تک پہنچتا رہا ہے تو خون کی ندیان بہاتا رہا ہے اے مسلمانون جبکہ ہندو صاحبان تمہین بوجہ اختلاف مذہب کے ایک غیر قوم جانتے ہین اور تم بھی اس وجہ سے انکو ایک غیر قوم خیال کرتے ہو پس جبتک اس سبب کا ازالہ نہ ہوگا کیونکر تم مین اور ان مین ایک سچی صفائی پیدا ہوسکتی ہے ہان ممکن ہے کہ منافقانہ طور پر باہم چند روز کے لئے میل جول بھی ہوجائے مگر وہ دلی صفائی جسکو درحقیقت صفائی کہنا چاہیئے صرف اسی حالت مین پیدا ہوگی جبکہ آپ لوگ وید اور وید کے رشیون کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کرلوگے اور ایسا ہی ہندو لوگ بھی اپنے بخل کو دور کرکے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرلین گے یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ تم مین اور ہندو صاحبون مین سچی صلح کرانے والا صرف یہی ایک اصول اور یہی ایک ایسا پانی ہے جو کدورتون کو دہو دیگا اور اگر وہ دن آگئے ہین کہ دونون بچھڑی ہوئی قومین باہم مل جائین تو خدا ان کے دلون کو بھی اس بات کے لئے کھولدیگا جس کیلئے ہمارا دل کھولدیا ہے۔

مگر اس کے ساتھ ضرور ہوگا کہ ہندو صاحبان کے ساتھ سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ اور سلوک اور مروت اپنی عادت کرو اور ایسے کامون سے اجتناب بالکل کرو جن سے انکو دکھ پہونچے مگر وہ ہمارا مذہب

ہین نہ

واجبات سے ہون اور نہ فرائض مذہب سے پس اگر ہندو صاحبان اپنے صدق دل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مان لین اور اس پر ایمان لاوین تو یہ تفرقہ کہ جو گائے کی وجہ سے ہے اسکو بھی درمیان سے اٹھادیا جائے جس چیز کو ہم حلال جانتے ہین ہم پر واجب نہین کہ ضرور اس کو استعمال ہی کرین۔ بہتیری ایسی چیزین ہین کہ ہم حلال تو جانتے ہین مگر کبھی ہمنے استعمال نہین کین۔ ان سے سلوک اور احسان کے ساتھ پیش آؤنا ہمارے دین کی وصایا مین سے ایک وصیت ہے خدا کو واحد لا شریک جاننا پس ایک ضروری اور مفید کام کے لئے غیر ضروری کو ترک کرنا خدا کی شریعت کے مخالف نہین حلال جاننا اور چیز ہے اور استعمال کرنا اور چیز۔ دین یہ ہے کہ خدا کی منہیات سے پرہیز کرنا اور اس کی رضامندی کی راہون کی طرف دوڑنا اور اس کی تمام مخلوق سے نیکی اور بھلائی کرنا اور ہمدردی سے پیش آنا اور دنیا کے تمام مقدس نبیون اور رسولون کو اپنے اپنے وقت مین خدا کی طرف سے نبی اور مصلح ماننا اور ان مین تفرقہ ڈالنا اور ہر ایک نوع انسان سے خدمت کے ساتھ پیش ہمارے مذہب کا خلاصہ یہی ہے مگر جو لوگ ناحق خدا سے بیخوف ہوکر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتین لگاتے اور بدزبانی سے باز نہین آتے ہین ان سے ہم کیونکر صلح کرین مین سچ سچ کہتا ہون کہ ہم شورہ زمین کے سانپون اور بیابانون کے بھیڑیون سے صلح کرسکتے ہین لیکن ان لوگون سے ہم صلح نہین کرسکتے جو ہمارے نبی پر جو ہمین اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہین خدا ہمین اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہین چاہتے جس مین ایمان جاتا رہے۔

مین اس وقت کسی خاص قوم کو موجب ملامت نہین کرنا چاہتا اور نہ کسی کا دل دکھانا چاہتا ہون بلکہ نہایت افسوس سے آہ کھینچ کر مجھے یہ کہنا پڑا ہے کہ اسلام وہ پاک اور صلحکار مذہب تھا جس نے کسی قوم کے پیشوا پر حملہ نہین کیا اور قرآن وہ قابل تعظیم کتاب ہے جس نے قومون مین صلح کی بنیاد ڈالی اور ہر ایک قوم کے نبی کو مان لیا اور تمام دنیا مین یہ فخر خاص کر قرآن شریف کو حاصل ہے جس نے دنیا کی نسبت ہمین یہ تعلیم دی۔ کہ لا نفرق بین احد منہم و نحن لہ مسلمون۔ یعنے تم اے مسلمانو! یہ کہو کہ ہم دنیا کے تمام نبیون پر ایمان لاتے ہین اور ان مین یہ تفرقہ

نہین ڈالتے کہ بعض کو مانین اور بعض کو رد کرین اگر ایسی صلحکار کوئی اور الہامی کتاب ہے تو اس کا نام لو۔ قرآن شریف نے خدا کی عام رحمت کو کسی خاندان سے کے ساتھ مخصوص نہین کیا۔ اسرائیلی خاندان کے جتنے نبی تھے کیا یعقوب اور کیا اسحق اور کیا موسٰی اور کیا داؤد اور کیا عیسے سب کی نبوت کو مان لیا اور ہر ایک قوم کے نبی خواہ ہند مین گذرے ہین اور خواہ فارس مین کسی کو مکار اور کذاب نہین بلکہ صاف طور پر کہدیا کہ ہر ایک قوم اور بستی مین نبی گذرے ہین اور تمام قومون کے لئے صلح کی بنیاد ڈالی مگر افسوس کہ اس صلح کے نبی کو ہر ایک قوم گالی دیتی ہے اور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔

اے ہموطن پیارو!! مین نے یہ بیان آپ کی خدمت مین اس لئے نہین کیا کہ مین آپ کو دکھ دون یا آپ کی دلشکنی کرون بلکہ مین نہایت نیک نیتی سے یہ عرض کرنا چاہتا ہون کہ جن قومون نے یہ عادت اختیار کر رکھی ہے اور یہ ناجائز طریق اپنے مذہب مین اختیار کرلیا ہے کہ دوسری قومون کے نبیون اور بدگوئی اور دشنام دہی کے ساتھ یاد کرین وہ نہ صرف بیجا دخلت سے جس کے ساتھ ان کے پاس کوئی ثبوت نہین خدا کے گنہگار ہین بلکہ وہ اس گناہ کے بھی مرتکب ہین کہ بنی نوع مین نفاق اور دشمنی کا بیج بوتے ہین آپ دل تھام کر اس بات کا مجھے جواب دین کہ اگر کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے یا اس کی ماں پر کوئی تہمت لگاوے تو وہ اپنے باپ کی عزت پر آپ حملہ نہین کرتا اور اگر وہ شخص جسکو ایسی گالی دی گئی ہے جواب مین اسی طرح گالی سنادے تو کیا یہ کہنا بے محل ہوگا کہ بالمقابل گالی دئیے جانے کا دراصل وہی شخص موجب ہے جس نے گالی دینے مین سبقت کی اور اس صورت مین وہ اپنے باپ اور ماں کی عزت کا خود دشمن ہوگا۔

خدا تعالےٰ نے قرآن شریف مین اس قدر ہمین طریق ادب اور اخلاق کا سبق سکھلایا ہے کہ وہ فرماتا ہے کہ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم۔ سورۃ الانعام الجزو ۷ یعنی تم مشرکون کے بتون کو بھی گالی مت دو۔ کہ وہ پھر تمہارے خدا کو گالیان دین گے کیونکہ وہ اس خدا کو جانتے نہین اب دیکھو کہ باوجودیکہ خدا کی تعلیم کی رو سے بت کچھ چیز نہین ہین مگر پھر بھی خدا مسلمانون کو یہ اخلاق سکھلاتا ہے کہ بتون کی بدگوئی سے بھی اپنی زبان بند رکھو اور صرف نرمی سے سمجھاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مشتعل ہوکر خدا کو گالیان نکالین اور ان گالیون کے تم باعث ٹھہر جاؤ پس ان لوگون کا کیا حال ہے جو اسلام کے اس

عظیم الشان نبی کو گالیان دیتے اور توہین کے الفاظ سے اس کو یاد کرتے اور وحشیانہ طریقوں سے اسکی عزت اور جلال ہی پر حملہ کرتے ہیں وہ بزرگ نبی جس کا نام لینے سے اسلام کے عظیم الشان بادشاہ تخت سے اُترتے ہیں اور اس کے حکام کے آگے سر جھکاتے اور اپنے تئیں اس کے ادنے غلامون سے شمار کرتے ہیں کیا یہ عزت خدا کیطرف سے نہیں خداداد عزت کے مقابل پر تحقیر کرنا ان لوگون کا کام ہے جو خدا سے لڑنا چاہتے ہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے وہ برگزیدہ رسول ہیں جن کی تائید اور عزت ظاہر کرنے کے لئے خدا نے دنیا کو بڑے بڑے نمونے دکھائے ہیں کیا یہ خدا کے ہاتھ کا کام نہیں جس نے بیس کروڑ انسانون کا محمدی درگہ پر سر جھکا رکھا ہے اگرچہ ہر ایک نبی اپنی نبوت کی سچائی کے لئے کچھ ثبوت رکھتا تھا۔ لیکن جس قدر ثبوت آنجناب صلعم کی نبوت کے بارہ میں ہیں اور وہ آج تک ظاہر ہو رہے ہیں انکی نظیر کسی نبی میں نہیں پائی جاتی۔

آپ لوگ اس دلیل کو نہیں سمجھ سکتے۔ کہ جب زمین گناہ اور پاپ سے پلید ہو جاتی ہے اور فضا کے تمام زمین بدکاریان اور بدچلنیان اور بے باکیاں نیک کامون سے بہت بڑھ جاتی ہیں تب خدا کی رحمت تقاضا کرتی ہے کہ ایسے وقت میں کسی اپنے بندے کو بھیجکر زمین کے فسادون کی اصلاح کی جائے بیماری طبیب کو چاہتی ہے اور آپ لوگ اس بات کے سمجھنے کے لئے سب سے زیادہ استعداد رکھتے ہیں کیونکہ جیسا کہ بقول آپ صاحبون کے وید ایسے وقت میں نہیں آیا جبکہ گناہ کا طوفان برپا تھا بلکہ ایسے وقت آیا جبکہ زمین پر گناہ کا کوئی سیلاب نہ تھا تو کیا آپ صاحبون کی نظر میں یہ بات قیاس سے دور ہے کہ ایسے وقت میں کوئی نبی ظاہر ہو جبکہ گناہ کا تند سیلاب ہر ایک ملک میں اپنی تیز رفتار کے ساتھ جاری ہو۔

میں نہیں امید رکھتا کہ آپ لوگ اس تاریخی واقعہ سے بے خبر ہوں گے کہ جب ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے مسند رسالت کو اپنے وجود سے عزت دی تو وہ زمانہ ایک ایسا تاریک زمانہ تھا کہ کوئی پہلو دنیا کی آبادی کا بدچلنی اور بدعقیدگی سے خالی نہ تھا اور جیسا کہ پنڈت دیانند صاحب اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں اس زمانہ میں اس ملک آریہ ورت میں ہی بُت پرستی نے خدا پرستی کی جگہ لے لی تھی اور ویدک مذہب میں بہت سا بگاڑ ہو گیا تھا۔

ایسا ہی پادری فنڈل صاحب مصنف میزان الحق جو عیسائی مذہب کا سخت حامی ایک یورپین انگریز ہے وہ اپنی کتاب میزان الحق میں لکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سب قومون سے زیادہ بگڑی ہوئی عیسائی قوم تھی اور ان کی بدچلنیان عیسائی مذہب کی عار اور ننگ کا موجب تھیں اور خود قرآن شریف بھی اپنے نزول کی ضرورت کے لئے یہ آیت پیش کرتا ہے۔

ظہر الفساد فی البر والبحر۔ یعنے جنگل بھی بگڑ گئے اور دریا بھی بگڑ گئے اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی قوم خواہ وحشیانہ حالت رکھتی ہیں اور خواہ عقلمندی کا دعوے کرتے ہیں فساد سے خالی نہیں ہیں۔

اب جبکہ تمام شہادتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگ کیا مشرقی اور کیا مغربی اور کیا آریہ ورت کے رہنے والے اور کیا عرب کے ریگستان کے باشندے اور کیا جزیروں میں اپنی سکونت رکھنے والے سب کے سب بگڑ گئے تھے اور ایک بھی نہیں تھا جس کا خدا کے ساتھ تعلق صاف ہو اور بدعملیون نے زمین کو ناپاک کر دیا تھا تو کیا ایک عقلمند کو یہ بات سمجھ نہیں آسکتی کہ یہ وہی وقت اور وہی زمانہ تھا جسکی نسبت عقل تجویز کر سکتی ہے کہ ایسے تاریک زمانہ میں ضرور کوئی عظیم الشان نبی آنا چاہیئے تھا۔

رہا یہ سوال کہ اس نبی نے دنیا میں آکر اصلاح کی اس سوال کا جواب جیسا کہ ایک مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کے بارے میں دیسکتا ہے میں زور سے کہتا ہوں کہ ایسا صاف اور مدلل جواب کوئی عیسائی دیسکتا ہے اور نہ کوئی یہودی اور نہ کوئی آریہ۔

پہلا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کی اصلاح تھی اور عرب کا ملک اس زمانہ میں ایسی حالت میں تھا کہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ وہ انسان تھے کون سی بدی تھی جو ان میں نہ تھی اور کونسا شرک تھا جو ان میں رائج نہ تھا چوری کرنا ڈاکہ مارنا ان کا کام تھا اور ناحق کا خون کرنا ان کے نزدیک ایک ایسا معمولی کام تھا جیسا کہ ایک چیونٹی کو پیرون کے نیچے کچل دیا جائے یتیم بچون کو قتل کر کے ان کا مال کھا لیتے تھے لڑکیون کو زندہ بگور کرتے تھے زناکاری کے ساتھ فخر کرتے اور علانیہ اپنے قصیدون میں اُن گندی باتون کا ذکر کرتے تھے شراب خوری اس قوم میں اس کثرت سے تھی کہ کوئی گھر بھی شراب سے خالی نہ تھا اور قماربازی میں سب ملکون سے آگے بڑھے ہوئے تھے حیوانون کے عار تھے اور سانپون اور بھیڑیون کے ننگ۔

پھر جب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم انکی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنی باطنی توجہ سے ان کے دلون کو صاف کرنا چاہا تو ان میں تھوڑے ہی دنون میں ایسی تبدیلی پیدا ہو گئی کہ وہ وحشیانہ حالت سے انسان بنے اور پھر انسان سے مہذب انسان اور مہذب انسان سے باخدا انسان اور آخر خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسے محو ہو گئے کہ انہون نے ایک بے حس عضو کی طرح ہر ایک دکھ کو برداشت کیا وہ انواع واقسام کی تکالیف سے عذاب دئے گئے اور سخت بیدردی سے تازیانون سے مارے گئے اور جلتی ہوئی ریت میں لٹائے گئے اور قید کئے گئے اور بھوکے اور پیاسے رکھکر ہلاکت تک پہونچائے گئے مگر انہون نے ہر ایک مصیبت کیوقت آگے قدم رکھا اور بہتیرے ان میں ایسے تھے کہ ان کے سامنے ان کے بچے قتل کئے گئے اور بہتیرے ایسے تھے کہ بچون کے سامنے وہ سولی دئے گئے اور جس صدق سے انہون نے خدا کی راہ میں جانین دین اس کا تصور کر کے رونا آتا ہے اگر ان کے دلون پر یہ خدا کا تصرف اور اس کے نبی کی توجہ کا اثر نہ تھا۔ تو پھر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو اسلام کیطرف کھینچ لیا۔ اور ایک فوق العادت تبدیلی پیدا کر کے ان کو ایسے شخص کے آستانہ پر گرنے کی رغبت دی کہ جو بیکس اور مسکین اور بے زری کی حالت میں مکہ کی گلیون میں اکیلا اور تنہا پھرتا تھا آخر کوئی روحانی طاقت تھی جو انکو سفلی مقام سے اُٹھا کر اوپر کو لے گئی اور عجیب تر بات یہ ہے کہ اکثر ان کے ان کی کفر کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن اور آنجناب کے خون کے پیاسے تھے پس میں تو اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں سمجھتا کہ کیونکر ایک غریب مفلس تنہا بیکس نے ان کے دلون کو ہر ایک کینہ سے پاک کر کے اپنی طرف کھینچ لیا یہاں تک کہ وہ فخریہ لباس پھینک کر اور ٹاٹ پہن کر خدمت میں حاضر ہو گئے۔

بعض نا سمجھ جو اسلام پر جہاد کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب لوگ جبراً تلوار سے مسلمان کئے گئے تھے افسوس ہزار افسوس کہ وہ اپنی بے انصافی اور حق پوشی میں حد سے گذر گئے ہیں ہائے افسوس ان کو کیا ہو گیا کہ وہ عمداً صحیح واقعات سے منہ پھیر لیتے ہیں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم عرب کے ملک میں ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظہور فرما نہیں ہوئے تھے تا یہ گمان کیا جاتا کہ چونکہ وہ بادشاہی جبروت اور شوکت اپنے ساتھ رکھتے تھے اسلئے لوگ جان بچانے کے لئے ان کے جھنڈے کے نیچے آگئے تھے پس سوال تو یہ ہے کہ جبکہ آپ نے اپنی غریبی اور مسکینی اور تنہائی کی حالت میں خدا کی توحید اور اپنی نبوت کے بارے میں منادی شروع کی تھی

تو اس وقت کس تلوار کے خوف سے لوگ آپ پر ایمان لے آئے تھے اور اگر ایمان نہیں لائے تو پھر جبر کرنے کے لئے کس بادشاہ سے کوئی لشکر مانگ گیا تھا اور مدد طلب کی گئی تھی اے حق کے طالبو! تم یقیناً سمجھو کہ یہ سب باتیں ان لوگوں کی افترا ہیں جو اسلام کے سخت دشمن ہیں تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔ تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا اور اس مصیبت اور یتیمی کے ایام میں بعض لوگوں کی بکریاں بھی چرائیں اور بجز خدا کے کوئی متکفل نہ تھا اور پچیس برس تک پہنچ کر بھی کسی چچا نے بھی آپ کو اپنی لڑکی نہ دی۔ کیونکہ جیسا کہ بظاہر آتا تھا آپ اس لائق نہ تھے کہ خانہ داری کے اخراجات کے متحمل ہو سکیں اور نیز محض امی تھے اور کوئی حرفہ اور پیشہ نہیں جانتے تھے پھر جب آپ چالیس برس کے سن تک پہونچے تو یک دفعہ آپ کا دل خدا کی طرف کھینچا گیا ایک غار ۔۔۔ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے جس کا نام حرا ہے آپ اکیلے وہاں جاتے اور غار کے اندر چھپ جاتے اور اپنے خدا کو یاد کرتے ایک دن اسی غار میں آپ پوشیدہ طور پر عبادت کر رہے تھے تب خدا تعالیٰ آپ پر ظاہر ہوا اور آپ کو حکم ہوا کہ دنیا نے خدا کی راہ کو چھوڑ دیا ہے اور زمین گناہ سے آلودہ ہو گئی ہے اسلئے میں تجھے اپنا رسول کر کے بھیجتا ہوں اب تو اور لوگوں کو متنبہ کر کہ وہ عذاب سے پہلے خدا کی طرف رجوع کریں اس حکم کے سننے سے آپ ڈرے کہ میں ایک امی یعنی ناخواندہ آدمی ہوں اور عرض کیا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا تب خدا نے آپ کے سینہ میں تمام روحانی علوم بھر دئے اور آپ کے دل کو روشن کیا تو آپ کی قوت قدسیہ کی تاثیر سے غریب اور عاجز لوگ آپ کے حلقہ اطاعت میں آنے شروع ہو گئے اور جو بڑے بڑے آدمی تھے انہوں نے دشمنی پر کمر باندھ لی یہاں تک کہ آخر کار آپ کو قتل کرنا چاہا اور کئی مرد اور کئی عورتیں بڑے عذاب کے ساتھ قتل کر دئے گئے اور آخری حملہ یہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا مگر جس کو خدا بچاوے اس کو کون مارے خدا نے آپ کو اپنی وحی سے اطلاع دی کہ آپ اس شہر سے نکل جاؤ اور میں ہر قدم میں تمہارے ساتھ ہوں گا پس آپ شہر مکہ سے ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر نکل آئے اور تین رات تک غار ثور میں چھپے رہے دشمنوں نے تعاقب کیا اور ایک سراغ رسان کو لیکر غار تک پہنچے اس شخص نے غار تک قدم کا نشان پہونچا دیا اور کہا کہ اس غار میں تلاش کرو اس سے آگے قدم نہیں اور اگر اس سے آگے گیا ہے تو پھر آسمان پر چڑھ گیا ہو گا مگر خدا کی قدرت کے عجائبات کی کون حد بست کر سکتا ہے خدا نے ایک ہی رات میں یہ قدرت نمائی کی کہ عنکبوت نے اپنی جالی سے غار کا تمام منہ بند کر دیا اور ایک کبوتری نے غار کے منہ پر گھونسلا بنا کر انڈے دیدیے اور جب سراغ رسان نے لوگوں کو غار کے اندر جانے کی ترغیب دی تو ایک بڈھا آدمی بولا کہ یہ سراغ رسان تو پاگل ہو گیا ہے میں تو اس جالی کو غار کے منہ پر اس زمانہ سے دیکھ رہا ہوں جبکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا اس بات کو سن کر سب لوگ منتشر ہو گئے اور غار کا خیال چھوڑ دیا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ طور پر مدینہ میں پہنچے اور مدینہ کے اکثر لوگوں نے آپکو قبول کر لیا اس پر مکہ والوں کا غضب بھڑکا اور افسوس کیا کہ ہمارا شکار ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اور پھر کیا تھا دن رات انھیں منصوبوں میں لگے کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں اور کچھ تھوڑا گروہ مکہ والوں کا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا وہ بھی مکہ سے ہجرت کر کے مختلف ممالک کی طرف چلے گئے بعض نے حبش کے بادشاہ کی پناہ لے لی تھی اور بعض مکہ میں ہی رہے کیونکہ وہ سفر کرنے کے لئے زاد راہ نہیں رکھتے تھے اور وہ بہت دکھ دئے گئے قرآن شریف میں ان کا ذکر ہے کیونکہ وہ دن رات فریاد کرتے تھے۔

اور جب کفار قریش کا حد سے زیادہ ظلم بڑھ گیا اور انہوں نے غریب عورتوں اور یتیم بچوں کو قتل کرنا شروع کیا اور بعض عورتوں کو ایسی بیدردی سے مارا کہ ان کی دو ٹانگیں دو رسوں سے باندھ کر دو اونٹوں کے ساتھ وہ رسے خوب جکڑ دئے اور پھر ان اونٹوں کو دو مختلف جہات میں دوڑایا اور اس طرح پر وہ عورتیں دو ٹکڑے ہو کر مر گئیں۔

جب بے رحم کافروں کا ظلم اس حد تک پہونچ گیا خدا نے جو آخر اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے اپنے رسول پر اپنی وحی نازل کی کہ مظلوموں کی فریاد میرے تک پہونچ گئی آج میں اجازت دیتا ہوں کہ تم بھی ان کا مقابلہ کرو اور یاد رکھو کہ جو لوگ بیگناہ لوگوں پر تلوار اٹھاتے ہیں وہ تلوار سے ہلاک کئے جائینگے مگر تم کوئی زیادتی مت کرو کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

یہ ہے حقیقت اسلام کے جہاد کی جس کو نہایت ظلم سے بُرے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ بے شک خدا حلیم ہے مگر جب کسی قوم کی شرارت حد سے گذر جاتی ہے تو وہ ظالم کو بے سزا نہیں چھوڑتا اور آپ ان کے لئے تباہی کے سامان پیدا کر دیتا ہے میں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے خدا تو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ یعنے دین اسلام میں جبر نہیں تو پھر کس نے جبر کا حکم دیا اور جبر کے کون سے سامان تھے اور کیا وہ لوگ جو جبر سے مسلمان کئے جاتے ہیں ان کا یہی صدق اور یہی ایمان ہوتا ہے کہ بغیر کسی تنخواہ پانے کے باوجود دو تین سو آدمی ہونے کے ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کریں اور جب ہزار تک پہنچ جائیں تو کئی لاکھ دشمن کو شکست دیدیں اور دین کو دشمن کے حملہ سے بچانے کے لئے بھیڑوں بکریوں کی طرح سر کٹا دیں اور اسلام کی سچائی پر اپنے خون سے مہریں کر دیں اور خدا کی توحید کے پھیلانے کے لئے ایسے عاشق ہوں کہ درویشانہ طور پر سختی اٹھا کر افریقہ کے ریگستان تک پہنچیں اور اس ملک میں اسلام کو پھیلا دیں اور پھر ہر ایک قسم کی صعوبت اٹھا کر چین تک پہنچیں نہ جنگ کے طور پر بلکہ محض درویشانہ طور پر اور اس ملک میں پہنچکر دعوت اسلام کریں جسکا نتیجہ یہ ہو کہ ان کے بابرکت وعظ سے کئی کروڑ مسلمان اس زمین میں پیدا ہو جاویں اور ٹاٹ پوش درویشوں کے رنگ میں ہندوستان میں آئیں اور بہت سے حصہ آریہ ورت کو اسلام سے مشرف کریں اور یورپ کی حدود تک لا الہ الا اللہ کی آواز پہنچا دیں تم ایماناً کہو کہ کیا یہ کام ان لوگوں کا ہے جو جبراً مسلمان کئے جاتے ہیں جن کا دل کافر اور زبان مومن ہوتی ہے نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کے کام ہیں جن کے دل نور ایمان سے بھر جاتے ہیں اور جن کے دلوں میں خدا ہی خدا ہوتا ہے۔

پھر ہم اس طرف رجوع کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے واضح ہو کہ اسلام کا بڑا بھاری مقصد خدا کی توحید اور جلال زمین پر قائم کرنا اور شرک کا بکلی استیصال کرنا اور تمام متفرق فرقوں کو ایک کلمہ پر قائم کر کے ان کو ایک قوم بنا دینا ہے اور پہلے مذاہب جس قدر دنیا میں گذرے ہیں اور جس قدر نبی اور رسول آئے ہیں انکی نظر صرف اپنی قوم اور اپنے ملک تک محدود تھی اور اگر انہوں نے کچھ اخلاق بھی سکھلائے تھے تو اس اخلاقی تعلیم سے ان کا مقصد اس سے زیادہ نہ تھا کہ اپنے ہی قوم کو ان کے اخلاق سے بہرہ یاب کریں چنانچہ حضرت مسیح نے صاف صاف کہدیا کہ میری تعلیم صرف بنی اسرائیل تک

محدود ہے اور جب ایک عورت نے جو اسرائیلی خاندان میں داخل نہ تھی بڑی عاجزی سے ان سے ہدایت چاہی تو انہوں نے اس کو رد کیا اور پھر وہ غریب عورت کتیا سے اپنے تئیں مشابہت دیکر دوبارہ ہدایت کی مستدعی ہوئی تو وہی جواب اس کو ملا کہ میں صرف اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں آخر وہ چپ رہ گئی مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں نہیں کہا کہ میں صرف عرب کے لئے بھیجا گیا ہوں بلکہ قرآن شریف میں یہ ہے قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً یعنے لوگوں سے کہدے کہ میں تمام دنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں مگر یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ کا اس عورت کو صاف جواب دینا یہ امر ایسا نہیں ہے کہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کوئی گناہ تھا بلکہ عام ہدایت کا ابھی وقت نہیں آیا تھا اور حضرت عیسے کو خدا تعالےٰ کی طرف سے یہی حکم تھا کہ تم خاص بنی اسرائیل کے لئے بھیجے گئے ہو اوروں سے تمہیں کچھ غرض نہیں پس جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے حضرت عیسے کی اخلاقی تعلیم بھی محض یہودیوں تک محدود تھی بات یہ تھی کہ توریت میں یہ احکام تھے کہ دانت کے بدلہ دانت اور آنکھ کے بدلہ آنکھ اور ناک کے بدلہ ناک اور اس تعلیم سے صرف یہ غرض تھی کہ تا یہودیوں میں عدل کا مسئلہ قائم کیا جائے اور تعدی اور زیادتی سے روکا جائے چونکہ بباعث اس کے کہ وہ چار سو برس تک غلامی میں رہ چکے تھے ان میں ظلم اور سفلہ پن کی خصلتیں بہت پیدا ہو گئی تھیں پس خدا کی حکمت نے یہ تقاضا کیا کہ جیسا کہ انتقام اور بدلہ لینے میں ان کی فطرتوں میں ایک تشدد تھا اس کے دور کرنے کے لئے ایک تشدد کے ساتھ اخلاقی تعلیم پیش کی جائے سو وہ اخلاقی تعلیم انجیل ہے جو صرف یہودیوں کے لئے ہے نہ تمام دنیا کے لئے کیونکہ دوسری قوموں سے حضرت عیسیٰ کو کچھ بھی غرض نہ تھی۔

مگر واقعی بات یہ ہے کہ اس تعلیم میں جو حضرت عیسیٰ نے پیش کی صرف یہی نقص نہیں کہ وہ دنیا کی عام ہمدردی پر مبنی نہیں بلکہ ایک نقص یہ بھی ہے کہ جیسا کہ توریت تشدد و انتقام کی تعلیم میں افراط کی طرف مائل ہے ایسا ہی انجیل عفو اور درگذر کی تعلیم میں تفریط کی طرف جھک گئی ہے اور ان دونوں کتابوں نے انسانی درخت کی تمام شاخوں کا کچھ لحاظ نہیں کیا بلکہ اس درخت کی ایک شاخ کو تو توریت پیش کرتی ہے اور دوسری شاخ انجیل کے ہاتھ میں ہے اور دونوں تعلیمیں اعتدال سے گری ہوئی ہیں کیونکہ جیسا کہ ہر وقت اور ہر موقعہ پر انتقام لینا اور سزا دینا قرین مصلحت نہیں ایسا ہی ہر وقت اور ہر موقعہ پر عفو اور درگذر کرنا انسانی تربیت کے اصول کے بالکل مخالف ہے اسی وجہ سے قرآن شریف نے ان دونوں تعلیموں کو رد کرکے یہ فرمایا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ یعنی بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے جو کی جائے جیسا کہ توریت کی تعلیم ہے مگر جو شخص عفو کرے جیسا کہ انجیل کی تعلیم ہے تو اس صورت میں وہ عفو مستحسن اور جائز ہو گی جبکہ کوئی نیک نتیجہ اس کا مرتب ہو اور جسکو معاف کیا گیا کوئی اصلاح اس کی اس عفو سے متصور ہو ورنہ قانون یہی ہے جو توریت میں مذکور ہے

رقیمۃ الوداد

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ زیادہ افسوس اس لئے ہے کہ عیسائی خوشیاں مناتے ہیں میں بہت سوچا ہے مگر مجھے سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیوں خوشیاں کرتے ہیں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ وہ خوشیاں کریں کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے امام کی وفات آپکے مسیحیت کے دعوی کی منافی ہے اگر ان کے ہنسنے کی یہ وجہ ہے تو وہ پہلے اس شخص کو کاذب ٹھرائیں جو ۳ سال یہودیوں میں منادی کرنے کے بعد پھانسی پر لٹکا یا گیا اور جو چند مرید اکٹھے کئے تھے وہ بھی پاس سے بھاگ گئے اور بعض نے لعنتیں بھیجیں عیسائی اپنے مسیح کا ہمارے مسیح کے ساتھ مقابلہ کریں اور اگر کچھ شرم اور حیا ہو تو شرم کے مارے ڈوب کر مرجائیں اگر وہ شخص جس کو مخالفوں نے پکڑ کر صلیب پر لٹکایا اور جس کے خاص مرید بھی اس پر لعنتیں کرتے ہوئے اس سے بیزار ہو گئے سچا مسیح ہو سکتا تھا تو کیا وجہ ہے کہ ہمارا ہادی علیہ وعلی نبینا الف الف صلوٰت سچا مسیح نہ ہو سکے جس نے حیرت انگیز کامیابی کے ساتھ للعہ سال زندگی بسر کی اور سارے مواطن میں ہمیشہ کامیاب رہا جس پر مخالفوں نے ہزار ہا وار کئے مگر ہمیشہ خائب و خاسر رہے اور اس امر کے خود عیسائی گواہ ہیں انہوں نے بھی ایک جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا ہمارے مسیح پر دائر کیا اور چاہا کہ جس طرح قاتل مارے جاتے ہیں اسیطرح ہمارے مسیح کا انجام ہوا اور سر توڑ کوششیں کیں مگر کیا نتیجہ ہوا۔ عیسائیوں نے شرمناک ہزیمت اٹھائی اور اپنے ماتھے پر ایک ایسا داغ لگوایا جو قیامت تک دور نہیں ہوگا ہمارے امام نے قبل از وقت اپنی فتح کی خوش خبری شائع کی اور ایسا ہی ہوا۔ اب عیسائی ذرا اسی معاملہ میں اپنے خداوند کا ہمارے امام کے ساتھ مقابلہ کریں اس کے مسیح کے برخلاف بھی آجکل کے عیسائیوں کی طرح اس کے مخالفوں نے ایک قانونی کارروائی کی اور جو کچھ اس کا نتیجہ ہوا اسکو دنیا جانتی ہے وہ کامیاب نہ ہوئے اور مسیح صلیب پر لٹکا دیا۔ اور کئی اور ہتک آمیز کارروائیاں کیں۔

اب عیسائی اسی امر میں اپنے مسیح کا ہمارے مسیح کے ساتھ مقابلہ کریں اور انصاف کرکے بتلا دیں کہ کیا ان کا مسیح ہمارے مسیح کے مقابل میں کھڑا ہو سکتا ہے مجھے حیرت آتی ہے کہ عیسائی کس منہ کے ساتھ خوشیاں مناتے ہیں خدا کے فضل سے ہمارے امام کے اتباع نے بھی وہ نمونہ دکھایا ہے جس کے آگے انجیل کے حواریوں کا نام لینا بھی ایک عیسائی کے لئے موجب شرم ہونا چاہیے ہمارے مسیح نے ایک جماعت قائم کی جو اپنے جان و مال سے آپکی خدمت کے لئے تیار تھی اور اب بھی تیار ہے اور ہمارے مسیح کے ادنے غلاموں میں سے بعض نے وہ جانثاری کا نمونہ دکھایا کہ حواری تو کجا خود انجیل کا یسوع ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا مولوی عبداللطیف کے واقعہ کا مسیح کے صلیب کے واقعہ سے مقابلہ کرو۔ مولوی عبداللطیف مرحوم نے نہایت جوانمردی اور استقامت سے جان دی مگر عیسائیوں کے خداوند نے کس قدر اضطراب کیا اور دعا کی کہ الٰہی یہ پیالہ مجھ سے ٹالدے غرض جس امر میں عیسائی اپنے خداوند کا ہمارے امام سے مقابلہ کریں ان کے خداوند کو ہمارے امام سے کوئی نسبت نہیں۔ کسی منصف مزاج آدمی کے سامنے ہر دو کے واقعات پیش کرو اور جو کارروائی اصلاح کی عیسائیوں کے خداوند کی اس کا ہمارے امام کی کارروائی سے مقابلہ کراؤ اور جو جماعت عیسائیوں کے مسیح نے قائم کی ان کا ہمارے مسیح کی قائم کردہ جماعت سے مقابلہ کراؤ اور ہر دو کے انجام پر نظر کراؤ تو ہر ایک انصاف پسند آدمی کو کہنا پڑیگا کہ عیسائیوں کے مسیح کی کامیابی کو ہمارے مسیح کی کامیابی سے کوئی نسبت نہیں جو عیسائی خوشی کرتا ہوا آپ دیکھیں اس سے آپ اتنا تو پوچھیں کہ تو کیوں خوشی کرتا ہے مرنا تو ایک نہ ایک دن سب نے ہے مرنا تو کوئی الزام اور عیب کی بات نہیں کامیابی پر نظر کرنی چاہیئے تو اپنے خداوند کی کامیابی اور ان کی جماعت کی حالت کا ہمارے مسیح اور اس کی جماعت کی حالت اور تعداد اور استقامت سے مقابلہ کرا اور اگر تیرے میں کچھ شرم اور حیا ہے تو تجھے اپنے خداوند کی کامیابی کو دیکھ کر شرمندہ ہونا چاہیئے کہ انکو ہمارے مسیح کے مقابل میں کیا کامیابی ہوئی رہی کامیابی کہ ایک شاگرد نے پکڑوا دیا۔ ایک نے لعنتیں دیں اور سب بھاگ گئے اور ہمارا مسیح اپنا کام کرکے گیا ہے نہ پہلے اس نے عقلی طور پر نقلی طور پر اور نشانات کے ذریعہ اپنے دعوے کو ثابت کر دیا اور جو کام اس کے سپرد کیا گیا تھا اس کو ایسے کامل طور پر پورا کیا کہ ہمارے نبی صلعم کی زندگی کے سوا اور کسی نبی کی زندگی میں اس کی نظیر ڈھونڈنا مشکل ہے۔ شیر علی عفی اللہ عنہ ۔ (ہیڈ ماسٹر) قادیان

دفتر بدر قادیان سے خرید فرماؤ

ایک نئی قابل دید کتاب

معیار الصادقین

یہ کتاب قاضی اکمل آف گولیکی نے لکھی ہے اس میں ایسے سات اصول بتائے ہوئے ہیں جن کے زیر نظر رکھنے سے مامورین اللہ کی شناخت میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے اور اسی ضمن میں وفات مسیح اور مسیح موعود کے دعاوی کا ثبوت قرآن مجید سے دیا گیا ہے اور مخالف علماء کے عقائد کو انہی کی کتابوں سے ایسے طرز میں لکھا ہے کہ ایک دوسرے کے متناقض ثابت ہو کر اپنی تردید آپ کر رہے ہیں پھر بتایا ہے کہ کامیاب زندگی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے اور حضرت مرزا صاحب کی تعلیم اور ان کا مابہ الامتیاز دیگر علماء سے پیش کیا ہے غرض آجکل کے علمی مذاق رکھنے والے منصف مزاج لوگوں کے لئے یہ رسالہ نہایت ہی مفید ثابت ہوگا ۲۰ پونڈ کے عمدہ کاغذ قریباً ۲۶×۲۲/۸ حجم ہے باوجود خرچ کثیر کے قیمت صرف ۲ر رکھی گئی ہے۔

دفتر بدر قادیان سے طلب کیجائے

ظہور المسیح

یہ ۱۴۰ صفحے کی کتاب اکمل صاحب کی تصنیف ہے اس میں بھی مسیح کی وفات اور مسیح موعود کی صداقت کو عالمانہ رنگ میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے اور اسے لکھتے وقت مخالف کتابوں مثلاً سیف چشتیائی درہ درانی۔ غایت المقصود کو زیر نظر رکھا گیا ہے۔ آیۃ وعد اللہ الذین آمنوا منکم (سورہ نور) کی تفسیر بطور ضمیمہ خصوصیت سے قابل دید ہے عجیب عجیب نکات ہیں۔ مخدوم الملۃ مولانا عبد الکریم نے اس کتاب کی نسبت لکھا ہے کہ

میں پڑھتے پڑھتے دل کی تواجد اور تراقص کو ضبط نہیں کر سکتا قیمت صرف ۴ر کر دیگئی ہے۔

براہین احمدیہ

یہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی سب سے پہلی تصنیف ہے جس نے اسلام کی صداقت کی دھاک کل عالم پر بٹھا دی اسی میں وہ الہامات ہیں جو آج پورے ہو کر مومنوں کے ازدیاد ایمان اور مخالفین پر حجت کے قیام کا موجب ہو رہے ہیں۔ تقریباً ۶۰۰ صفحے کے ڈیمی کاغذ پر نہایت خوشخط اور اعلیٰ چھپی ہوئی کتاب بے جلد بجائے پانچ روپیہ (صہ) کے عہ اور مجلد بجائے چھ روپیہ کے تین روپے میں دیجاتی ہے یہ موقعہ پھر نہ ملے گا جلد منگواؤ۔

در ثمین حضرت اقدس ؑ کی تمام نظموں کا (جو کہ پتھر سے پتھر دل کو موم کر دیتی ہے) مجموعہ مجلد ۱۰ر کی بجائے ۸ر اور بے جلد بجائے ۶ر کے ۴ر

شری نہہ کلنک اوتار کلنکی اوتار کے ظہور کے بارے میں یہ کتاب شیخ عبد الصمد صاحب ساکن سنور (ریاست پٹیالہ) نے تصنیف کی ہے بہت عمدہ و پسندیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ رسالہ ہے کرشن کی صداقت بدلائل ثابت کیا گیا ہے حجم ۱۶۲ صفحے قیمت [illegible] منگوائیں۔

ہندی [illegible] ماسٹر عبد الرحیم صاحب نہایت

کرشن لیلا دلچسپ و عجیب جسمیں لیکھرام کی ہلاکت اور حضرت مسیح موعود کرشن اوتار کی صداقت کا ذکر ہے۔ قیمت ۱ر

سر الشہادتین مصنفہ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی۔ سورہ یٰسین سے پیشگوئی کے رنگ میں صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کابلی کی شہادت کے واقعات ثابت کئے ہیں نہایت لطیف کتاب ہے اس کے نکات روپے کو گراں نہیں۔ قیمت ار

غلامی اور عصمت انبیاء ریویو آف ریلیجنز کے متفرق مضامین کو شیخ احمد دین صاحب پنشنر ہیڈ نقشہ نویس پشاور نے باجازت صدر انجمن احمدیہ قادیان بہت عمدہ چھپوا کر اس کارخانہ میں برائے فروخت ارسال کئے ہیں متفرق مضامین کو یکجائی طور پر بہت عمدگی سے جمع کیا گیا ہے قیمت غلامی ۳ر عصمت انبیاء ۷ر

جنگ مقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عبد اللہ آتھم کا مباحثہ اس میں ہمارے امام نے صرف قرآن مجید سے موجودہ عیسائی مذہب کا بطلان کیا ہے قیمتہ ۸

فتح الدین یہ کتاب پنجابی نظم میں ہے۔ وفات مسیح کا بیان۔ نہایت عمدہ۔ قیمت ۴ر

حیرت کی حیرانی

مسیح موعود کی تائید اور مرزا حیرت دہلوی کی تردید میں نہایت دلچسپ خود حیرت کی عبارتوں سے اس کے کلام کا تناقض ثابت کر کے اسے نادم کیا گیا ہے۔

اسلام کی پہلی کتاب

احمدی بچوں کیلئے اردو میں مدلل کتاب ہے جس میں سلسلہ احمدیہ کے عقائد کی صداقت کو ثابت کیا گیا ہے اور مخالفین کے اعتراضوں کا جواب۔ قیمت ۴ر

نظم مستورات } مستورات کے لہجہ پر۔ قیمتہ ۱ر

کاہن احمدی } (اللہ داد) قیمت ۱ر

آنند ڈکشنری } طالب علموں کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمتہ ار

کاہن احمدی } قیمت ۱ر

Digitized by Khilafat Library

ہیرا

میرے پاس اصلی ہیرا ہے جو میں نے پہاڑی علاقوں سے بڑی محنت کے ساتھ مہیا کیا ہے یہاں بزرگان ملت نے اس ہیرے کو دیکھا اور پسند کیا اور خرید ابھی ہے اپنے بھائیوں کو تا اطلاع ثانی پانچ روپیہ فی تولہ کے حساب سے دوں گا اگر کوئی صاحب یہ ثابت کر دے کہ یہ ہیرا نہیں ہے تو میں قیمت واپس دیدوں گا اور سرخ ہیرا دس روپیہ فی تولہ کے حساب سے دوں گا۔ راستی کے قدردان اسے خرید فرماویں۔ اور نیز میرے پاس پشاوری لنگی اور کلاہ ہر قسم بھی موجود ہے۔ ہیرے کا سرمہ بنا ہوا ۶ر تولہ

احمد نور مہاجر کابلی قادیان ضلع گورداسپور

رسید زر

۱۵ - اپریل ۱۹۰۸ء
۲۰۱۴ مسماۃ تاج بی بی عا ر

۱۷ - اپریل ۱۹۰۸ء
۱۲۰ مولوی سکندر علی صاحب عہ
۱۲۴۶ حاجی حبیب طاہر صاحب صہ
عبد الرحمن صاحب ۳۸۸ از افریقہ
بابت نور عالم خان صاحب ۲۰۱۹ للعہ

۲۱ - اپریل ۱۹۰۸ء
بابو اللہ دتا صاحب خریدار نمبر ۲۰۱۷ للعہ
۱۲۴۱ حکیم محمد عمر صاحب عا ر
۱۲۴۰ فضل الٰہی صاحب ۱۲ ر
۲۰۱۹ چوہدری بڈھے خان صاحب ہے

۲۲ - اپریل ۱۹۰۸ء
۱۳۴۷ میاں عبد الکریم صاحب عہ
۱۹۵۴ محمد یار صاحب عا ر

میاں معراج الدین عمر کیلئے بدر پریس قادیان میں مینیجر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔